سوال

(10) قرآن شریف کلام الٰہی صفت قدیم قائم بالذات غیر مخلوق ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں، علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں :

(1) قرآن شریف کلام الٰہی صفت قدیم قائم بالذات غیر مخلوق ہے یا نہیں اور جو شخص اس کو مخلوق کہے وہ کافر ہے یا نہیں؟

(2) اور کلام الٰہی جو صفت قدیم اور قائم بالذات ہے اور رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا گیا ہے آیا یہ کلام مجازی ہے یا حقیقی؟

(3) اور رسالہ استوار میں جو نواب صدیق حسن صاحب نے بنایا ہے، وہ حق ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

واضح ہو کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے : ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا (ترجمہ) جو شخص مخالفت کرے رسول کی، پیچھے اس کے کہ ظاہر ہو جائے واسطے اس کے ہدایت اور تابعداری کرے سوائے راستہ مومنوں کے پھیر دیتے ہیں ہم اس کو جدھر پھیرا، اور داخل کریں گے ہم اس کو جہنم میں اور وہ بُرا ٹھکانا ہے اور رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں : من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد، یعنی جو شخص ہمارے دینی امر میں کوئی نئی بات نکالے جو پہلے اس میں نہیں تھی، سو وہ مردود ہے، لہٰذا اب ہم قرآن وحدیث واجماع وقیاس سے اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ جو شخص کہے کہ قرآن اللہ کا کلام حقیقی نہیں بلکہ اللہ کا کلام نفسی ہے یا کہے کہ قرآن مخلوق ہے یا کہے کہ اللہ کا کلام کلمات اور حروف اور آواز سے پاک ہے تو ایسے شخص کو علماء نے کافر بھی لکھا ہے۔

قرآن شریف :

تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض منهم من کلم الله۔ (ترجمہ) یہ رسول فضیلت دی ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر، بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ کلام کیا ان سے اللہ نے، اور فرمایا وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی ترجمہ، یہ نبی ﷺ خود اپنی خواہش سے بنا کر نہیں بولتا، نہیں یہ مگر وحی جو بھیجی جاتی ہے اس کی طرف اور فرمایا ان هذا الا قول البشر ساصلیه سقر یعنی وہ کافر کہتا ہے کہ نہیں یہ قرآن مگر کہاوت اور کلام آدمی کا سو ضرور داخل کروں گا میں اس کو جہنم میں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وکلم[1] اللہ موسیٰ تکلیما، اور فرمایا تلقی[2] ادم من ربه کلمات فتاب علیه، اور فرمایا قل[3] لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثله مددا، اور فرماتا ہے برسالتی[4] وبکلامی، اور فرمایا

ونادیناہ[5] من جانب الطور الایمن وقربناہ نجیا ، اور ایک کلام ہے اور ایک صفت کلام ، یعنی کلام کرنے کی قدرت ، سو جیسے اللہ کی ذات پاک قدیم ہے اس کی قدرت بھی قدیم ہے اور کلام حادث ہے ، اللہ فرماتا ہے ، ما[6] یأتیھم من ذکر من ربھم محدث ، یعنی نیا اور جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق حادث ہے اور ہر حادث مخلوق نہیں ، امام احمد کتاب الرد علی الجھمیہ میں (جو کہ مطبع فاروقی میں تفسیر جامع البیان کے آخر میں چھپی ہے) فرماتے ہیں : ق ولہ[7] ما یأتیھم من ذکر من ربھم محدث انما ھو محدث الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان لایعلم فعلمہ اللہ تعالیٰ فلما علمہ اللہ تعالیٰ کان ذلک محدثا الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

حدیث شریف :

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں : من قرأحرفا من کتاب اللہ فلہ بہ حسنۃ والحسنۃ بعشر امثالھا لااقول الم حرف الف حرف ولام حرف ومیم حرف ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ترمذی اور دارمی میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کتاب اللہ سے ایک حرف پڑھے اس کو ایک نیکی ہے اور نیکی کا ثواب دس گنا تک دیا جاتا ہے ، میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے ، الف ایک حرف ہے اور لام دوسرا حرف ہے اور میم تیسرا حرف ہے ، پس نادینا اور نجیاً میں تو آواز ثابت ہوئی اور اس حدیث سے حرف ثابت ہوئے اور حضرت نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی جگہ اترے اور کہے اعوذ[8] بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق تو وہاں سے کوچ کرنے تک امن میں رہے گا ، اس حدیث سے کلمات ثابت ہوئے ۔

قیاس :

جب اللہ تعالیٰ قدیم ہوا تو اس کی صفات بھی قدیم ہوں گی اور بالاتفاق کلام اللہ ، اللہ کی صفت ہے ، اس کے ساتھ قائم ہے تو کلام قدیم ٹھہرا اور جب اللہ کے ساتھ قائم ہے اور اللہ غیر مخلوق ہے تو اس کا کلام بھی غیر مخلوق ہے اور قرآن اللہ کا کلام ہے غیر کا کلام نہیں اور قائم بھی اللہ کے ساتھ ہے ، غیر کے ساتھ نہیں ، کئی وجہ سے :

جہمیہ کہتے ہیں کہ ہر وہ کلام جس کو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ، وہ حقیقت میں اسی کا کلام ہے اور قرآن کے کلام اللہ ہونے کا مطلب بھی یہی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے اور جو بھی کلام کا فاعل ہے ، اگرچہ غیر میں ہی کیوں نہ ہو ، وہ ان کے نزدیک اس کا متکلم ہے اور ان کے نزدیک کلام کا کوئی مدلول ایسا نہیں ہے جو رب تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہو ، اور اگر کوئی مدلول ہے بھی تو وہ صرف یہی دلالت کرے گا کہ اس نے آواز کو کسی جگہ میں پیدا کیا اور دلیل کا بیان کرنا ضروری ہے تو جہمیہ پر الزام قائم ہوگا کہ اگر ہر مخلوق آواز اسی کی ہے اور آواز اپنی ہر صفت کے لحاظ سے مخلوق ہے تو پھر اس آواز میں جو اللہ کا کلام ہے اور اس آواز میں جو اس کا کلام نہیں ہے کیا فرق ہوگا ؟

دوسرا الزام ان پر یہ ہے کہ جب کوئی صفت کسی محل کے ساتھ قائم ہو ، جیسے علم یا قدرت اور کلام وغیرہ تو اس کا حکم اسی محل کی طرف منسوب ہوگا نہ کہ غیر کی طرف ۔

تیسرا یہ کہ مصدر ہے جب اسم فاعل یا صفت شبہ مشتق ہو تو وہ اسی فاعل کے لیے ہوتا ہے نہ کہ غیر کے لیے اور یہ سب باتیں بالکل واضح ہیں اور یہ سلف اور ائمہ کے اقوال کی تائید کرتی ہیں ، جو کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی کلام کو غیر میں پیدا کریں تو وہ کلام اسی کی طرف منسوب ہوگی نہ کہ خدا تعالیٰ کی طرف ۔

چوتھا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کرنے کو کو مصدر سے مؤکد کیا ہے اور علماء کا مذہب ہے کہ جب مصدر سے تاکید ہو تو مجاز کی نفی ہوتی ہے تاکہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ شاید اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف کوئی فرشتہ بھیجا ہو یا آپ کو کوئی کتاب لکھ کر دے دی ہو بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے بول کر کلام کیا ۔

پانچویں بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فضیلت بخشی ہے اور فرمایا ہے کہ ''کسی آدمی کی یہ شان نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے اور یا پھر کوئی فرشتہ بھیج دے الآیۃ ، اور موسیٰ علیہ السلام سے یہ گفتگو پردے کے پیچھے ہوئی اور فرمایا ، اے موسیٰ میں نے تجھے لوگوں پر اپنی رسالت اور کلام سے فضیلت عطا فرمائی اور فرمایا ہم نے تیری طرف اسی طرح سے وحی کی ہے جیسے کہ نوح کی طرف وحی کی تھی اور اس کے بعد کے نبیوں کی طرف یہاں تک کہ فرمایا ، اللہ نے موسیٰ سے بول کر کلام کیا ، وحی تو وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نبیوں کے دلوں پر بلا واسطہ القا کرتے ہیں ۔ اگر موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنے کا مطلب یہ ہو ، کہ اللہ تعالیٰ نے اس آواز کو ہوا میں پیدا کیا ہو تو دوسرے نبیوں سے آپ کی وحی بہتر ہوگی کیونکہ انہوں نے معنی مقصود کو بلا واسطہ معلوم کیا ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے ہوا کے واسطہ سے ۔

اور حضرت ﷺ اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ اربعہ وغیرہ سب مجتہدین متقدمین میں سے کسی شخص نے نہیں کہا کہ اللہ کی کلام کلام نفسی ہے، لہٰذا اللہ کے کلام کو کلام نفسی کہنا تکییف ہے اور تکییف بالاتفاق باطل ہے۔

اجماع سلف:

امام ابوحنیفہ فقہ اکبری میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے اپنے کلام کے ساتھ متکلم رہا ہے اور کلام اس کی ازلی صفت ہے اور وہ اپنی تخلیق کے ساتھ خالق ہے اور تخلیق اس کی ازلی صفت ہے اور اپنے فعل کے ساتھ فاعل ہے اور فعل اس کی ازلی صفت ہے اور فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور فعل اس کی ازلی صفت ہے اور مفعول مخلوق ہے۔ اور اللہ کا فعل غیر مخلوق ہے اور اس کی تمام صفتیں ازلی ہیں، حادث اور مخلوق نہیں ہیں، جو شخص صفات کو مخلوق یا حادث کہے یا اس کے متعلق اسے شک ہو وہ اللہ کا منکر ہے اور قرآن کتاب کی صورت میں لکھا گیا ہے، دلوں میں محفوظ ہے، زبانوں سے پڑھا جاتا ہے، آنحضرت ﷺ پر اتارا گیا ہے، قرآن پڑھتے وقت ہمارے اپنے الفاظ مخلوق ہیں اور ہماری کتابت اور تلاوت مخلوق ہے اور قرآن غیر مخلوق ہے۔

اور پھر فرمایا، اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے اور موسیٰ علیہ السلام اور دوسری مخلوقات کی کلام مخلوق ہے اور قرآن اللہ کا کلام ہے اور قدیمی ہے، نہ کہ لوگوں کا کلام۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کا کلام سنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اللہ نے موسیٰ سے بول کر کلام کیا اور اللہ تعالیٰ ہی متکلم تھے اور موسیٰ علیہ السلام متکلم نہیں تھے۔

اور امام مالک بن انس سے کئی طرق سے ان لوگوں کی تردید منقول ہے جو قرآن کو مخلوق کہتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ قرآن کے مخلوق ہونے کے قائل سے توبہ کرانی چاہیے، یہی امام مالک کا مشہور مذہب ہے، اسی پر آپ کے پیروؤں کا اتفاق ہے۔

اور امام احمد بن حنبل سے ان کا کلام قرآن مجید کے متعلق مشہور اور متواتر ہے، آپ کی تکلیف جو آپ نے قرآن کے بارے میں جہمیہ سے اٹھائیں مشہور ہیں اور امام شافعی نے حفص بنعمرو کو جو کہ قرآن کے مخلوق ہونے کے قائلین میں سے تھا، کہا تھا، جب کہ اس نے امام شافعی سے مناظرہ کرتے ہوئے کہا کہ قرآن مخلوق ہے تو نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اس کو ابن ابی حاتم نے ''الرد علی الجھمیہ'' میں روایت کیا ہے اور علی بن ابی طالب سے دو سندوں سے مروی ہے کہ خوارج نے جب ان کو صفین کے دن دو آدمیوں کے حکم تسلیم کرنے پر الزام دیا تو آپ نے فرمایا میں نے کسی مخلوق کو حکم تسلیم نہیں کیا، میں نے قرآن کو حکم تسلیم کیا ہے۔

عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ ایک جنازہ میں تھے، جب میت لحد میں رکھی گئی تو ایک آدمی اٹھا اور کہنے لگا ''اے قرآن کے رب اس کو بخش دے'' تو عبداللہ بن عباس اس پر جھپٹے اور فرمایا ارے ٹھہر، اسی میں سے ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں، جو قرآن کی قسم اٹھالے اس پر ہر آیت کے بدلے ایک قسم ہے اور سفیان بن عیینہ نے کہا، میں نے عمرو بن دینار سے سنا، آپ کہتے ہیں، میں ستر سال سے اپنے مشائخ اور دوسرے لوگوں سے سنتا آرہا ہوں کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اسی سے شروع ہوا اسی کی طرف لوٹے گا اور ایک روایت کے یہ لفظ میں '' قرآن اللہ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے، حرب کرمانی نے سنداً عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے کہ میں ستر سال سے نبی ﷺ کے صحابہ اور بعد کے لوگوں سے سنتا آرہا ہوں کہ اللہ خالق ہے اور قرآن کے سوا باقی ہر شئی مخلوق ہے، وہ اللہ کا کلام ہے، اسی سے نکلا اور اسی کی طرف لوٹے گا، امام جعفر صادق سے مشہور ہے کہ لوگوں نے ان سے قرآن کے متعلق سوال کیا کہ وہ خالق ہے یا مخلوق؟ تو آپ نے فرمایا، نہ وہ خالق ہے نہ مخلوق، بلکہ وہ اللہ کا کلام ہے اور حسن بصری، ایوب سختیانی، سلیمان تیمی اور تابعین کی ایک جماعت کا بھی یہی قول ہے اور احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور ان جیسے دیگر ائمہ اور ان کے متبعین کے اقوال قرآن کے متعلق مشہور ہیں بلکہ ائمہ سلف سے تو ان لوگوں پر کفر کا فتویٰ اور ان سے توبہ کرنے کے اقوال بھی شہرت تک پہنچ چکے ہیں۔ اگر وہ توبہ کرے تو فبہا، ورنہ اسے قتل کر دیا جائے، یہ فتویٰ امام مالک بن انس اور طحاوی کے قول کے مطابق امام ابوحنیفہ، ابویوسف اور امام حسن بن شیبانی رحمہم اللہ سے منقول ہے۔''

سو یہ بات صحابہ اور تابعین اور جمیع ائمہ مجتہدین سے ثابت ہو چکی ہے کہ قرآن شریف اللہ کا کلام ہے اور کلام اس کی صفت قدیمہ ہے اور اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور غیر

مکلوق ہے اور جو شخص اس کو مخلوق کہے سو وہ کافر ہے اور جس شخص کو زیادہ تحقیق منظور ہو وہ کتاب العلو امام ذہبی اور خلق افعال العباد امام بخاری کا اور متن فقہ اکبر کا اور کتاب الرد علی الجھمیۃ للامام احمد بن حنبل کو دیکھ لے، واللہ اعلم بالصواب، اور اللہ کلام لفظی کے ساتھ کلام کرتا ہے، کلام نفسی کا سلف صالحین میں کہیں پتہ نہیں۔

(2) اور جو حضرت ﷺ پر اللہ کا کلام اترا ہے، حقیقی ہے، مجازی نہیں اس واسطے کہ حقیقت اصل ہے اور مجاز فرع جب تک کوئی قرینہ قویہ صارفہ نہ پایا جائے حقیقت نہیں چھوڑی جا سکتی۔

(3) نواب صاحب مرحوم کا جو رسالہ استوا کے بارے میں موسوم باحتواہے، حق ہے اور سب موافق سلف صالحین کے ہے۔ واللہ اعلم۔

حررہ ابو اسماعیل یوسف حسین عفی عنہ، ھذا ھو الصواب واللہ در من اجاب، محمد اوسط عفی عنہ بھاری، رحم اللہ المجیب فقد اجاب جوابا شافیا لا شک فیصحتہ وکونہ صوابا ابو تراب عبد التواب الملتانی عفی عنہ۔

سید محمد نذیر حسین ... سید محمد عبد السلام غفرلہ ... سید محمد ابو الحسن

---

[1] اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے بول کر کلام کی۔

[2] سو آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھ لیے پھر اس نے آدم کی توبہ قبول کر لی۔

[3] آپ کہہ دیں کہ اگر سمندر میرے رب کے کلمات کے لیے سیاہی بن جاویں تو میرے رب کے کلمات کے ختم ہونے سے پہلے پہلے سمندر ختم ہو جائیں، اگرچہ ان کی مدد کے لیے اتنے سمندر اور بھی آجائیں۔

[4] میں نے تجھ کو اپنی پیغمبری اور اپنی کلام سے سرفراز کیا۔

[5] ہم نے اس کوہ طور کی دائیں جانب سے آواز دی اور اسے مشورہ کے لیے اپنے قریب کر لیا۔

[6] ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جب بھی کوئی نیا ذکر آتا ہے۔

[7] اللہ تعالیٰ کا قول کہ ''نہیں آتا ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے کوئی نیا ذکر'' بات صرف یہ ہے کہ وہ ''نیا'' تو نبی ﷺ کی نسبت سے ہے کیونکہ آپ اس سے پہلے نہیں جانتے تھے۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کو معلوم کرایا تو جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو معلوم کرایا تو وہ آنحضرت ﷺ کے لیے نیا ذکر ہوا۔

[8] میں ہر اس چیز کی بُرائی سے جو اللہ نے پیدا کی ہے، خدا کے پورے کلمات سے پناہ لیتا ہوں۔

فتاویٰ نذیریہ

جلد01